

خواتین جماعت سے نماز پڑھ سکتی ہیں (مفتی محمد رفیق الحسنی)

خواتین کے لئے رمضان المبارک میں تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے ہر خاتون انفرادی طور پر فرض اور تراویح ادا کرے۔

- اگر کسی مسجد میں مرد امام کی اقتداء میں خواتین فرض اور تراویح پڑھیں تو جائز ہے اور موجودہ دور میں عورتوں کا مساجد کی جماعت میں شرکت کرنا بلا کراہت جائز ہے۔
- اور اگر کسی گھر میں یا ہال میں خواتین خاتون امام کی اقتداء میں جماعت کے ساتھ فرض اور تراویح پڑھیں تو فتویٰ جواز کا ہے لیکن جب جماعت کرائیں تو امام صف کے اندر کھڑی ہو صف سے نکل کر آگے کھڑی نہ ہو۔

● چونکہ صدیوں سے موجودہ دور ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۲ء تک حرمین طہین مکہ اور مدینہ کی مساجد مسجد حرام اور مسجد نبوی میں لاکھوں کی تعداد میں خواتین مسافر اور مقیم فرائض اور تراویح مرد امام کی اقتداء میں ادا کرتی ہیں اور یہی حال جملہ اسلامی ریاستوں کا ہے، ہمارے ملک پاکستان کے بڑے بڑے شہروں کراچی، لاہور، اسلام آباد، پشاور، کوئٹہ اور ملتان میں بھی ہزار ہا مساجد میں عورتیں سال بھر میں جمعے اور رمضان المبارک میں جمعوں کے علاوہ خصوصاً عشاء کی نماز اور تراویح مساجد میں جماعت کے ساتھ ادا کر رہی ہیں اور پندرہ بیس سال سے اب پاکستان کے بڑے شہروں میں یہ بھی ہونے لگا ہے کہ خواتین کسی ایک جگہ جمع ہو کر خاتون حافظہ قاریہ امام کی اقتداء میں رمضان المبارک میں عشاء کے فرض اور تراویح اور وتر ادا کر رہی ہیں۔ مساجد میں جا کر جمعہ اور دیگر نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنے کے سلسلہ میں متاخرین فقہاء کا فتویٰ یہ ہے کہ مسجد میں نوجوان خواتین کو جمعہ اور دیگر نمازوں کے لئے جانا مکروہ ہے البتہ بوڑھی عورتیں مساجد میں جاسکتی ہیں۔ مساجد میں جا کر نوجوان عورتوں کی جماعت میں شرکت کی کراہت فقہ کا خوف ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی نوجوان عورتیں جب مساجد میں جائیں گی تو فاسق لوگ ان کو چھیڑیں گے اور شہوت کی نظر سے دیکھیں گے ہو سکتا ہے اس ملاقات کی وجہ سے معاملہ مزید خراب ہونے تک پہنچ جائے اس وجہ سے نوجوان

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

علی تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۵۰﴾ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ ☆ فروری ۲۰۰۳ء

خواتین کو مساجد میں جانا مکروہ ہے لیکن بوڑھی عورتوں کے لئے اس فتنہ کا کوئی خوف نہیں اس لئے ان کو مساجد میں جانا جائز ہے۔ خواتین کو مساجد میں جماعت میں شرکت سے منع کرنے کی وجہ فتنہ کا خوف ذکر کیا گیا ہے، جو کہ سابقہ ادوار میں یقیناً ہوگا۔

موجودہ دور میں اگرچہ عریانی اور فحاشی عروج پر ہے اسی طرح اسلام سے دوری اور بے جا آزادی بہت زیادہ ہے، گھروں میں ٹی وی اور کمپیوٹر موجود ہیں کیبل اور انٹرنیٹ کے ذریعہ یورپی ممالک کی ننگی تہذیب اور عریاں تصاویر اور شرمناک مناظر دیکھائے جا رہے ہیں ایسا لگتا ہے کہ ہر گھر میں ایسا ہو گیا ہے اور انسان یورپی تہذیب کی چار سو پچھیل جانے سے مجبور ہو گیا ہے۔

لیکن یہ بھی مسلمات سے ہے کہ موجودہ دور میں اگر خواتین کو جمعہ اور جماعت کے لئے مساجد میں آنے کی اجازت ہو تو سابقہ ادوار کی طرح فتنوں کا اندیشہ نہیں رہا کیونکہ موجودہ دور میں فتنوں کے لئے الگ مراکز بنا دیئے گئے ہیں، تفریح گاہیں اور نائٹ کلب اور ہوٹل اور پارک اور سمندروں کے ساحل پر انسانیت ننگے اور شرمناک مناظر سے بلا جھجک لطف اندوز ہو رہی ہے، خواتین نیم عریاں لباس میں مادر علمی درس گاہوں اور اسکولوں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں سے لے کر بازاروں تک اپنے سر پرستوں کی معیت گھوم رہی ہیں اس پس منظر میں خواتین کو مساجد میں اب کوئی خطرہ نہیں رہا فتنہ پرور لوگ مساجد میں نہیں آتے پہلے زمانوں میں چونکہ مرد و زن کے اختلاط کے لئے عام جگہیں نہیں ہوتی تھیں اس لئے فساق کی جانب سے مساجد میں اجتماع سے فتنہ کا اندیشہ ہوتا تھا نیز آج ہر مسجد کے ساتھ خواتین کی نماز کے لئے باپردہ مخصوص جگہیں بنا دی گئی ہیں۔ باقاعدہ خواتین کے باپردہ ہاتھ روم اور وضو خانے مردوں سے الگ بنا دیئے گئے ہیں لہذا مسجدوں میں خواتین کو مردوں کے ساتھ اختلاط کی وجہ سے فتنہ کا کوئی خوف نہیں رہا نیز خواتین کو گھر کے ماحول میں نماز فرض پڑھنا مشکل ہوتا ہے اور پھر تراویح میں تو زیادہ مشکل ہوتا ہے کیونکہ گھر میں نماز کا ماحول نہیں ہوتا بخلاف مساجد کے کیونکہ مساجد میں کثرت سے خواتین شرکت کرتی اور عبادت کرتی ہیں نیز احادیث میں خواتین کو اپنی جماعت کرانے یا مساجد میں جماعت سے شرکت سے صراحت کے ساتھ نہیں روکا گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں عورتیں مساجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں اور اپنی جماعت بھی کرتی تھیں۔

● اس لئے موجودہ دور میں خواتین کو مساجد کی جماعت میں شرکت یا اپنی جماعت کرانے

☆ قال الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ : امن الناس علی فی الفقہ محمد بن حسن ☆

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۵۱﴾ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ ☆ فروری ۲۰۰۳ء

کی اجازت ہونی چاہئے۔ اس سلسلہ میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

- ۱۔ حدیث بخاری اور مسلم شریف میں ہے: لا تمنعوا اما الله مساجد الله یعنی اللہ تعالیٰ کی بندویوں کو اللہ تعالیٰ کی مساجد سے نہ روکو۔
- ۲۔ مسلم اور بخاری شریف میں ہے: اذا استأذنت احدكم امرء ته الى المسجد فلا يمنعها یعنی جب تمہارے ایک سے اس کی عورت مسجد جانے کے لئے اجازت طلب کرے تو وہ اس کو منع نہ کرے۔
- ۳۔ مسلم شریف میں ہے: ایما امرءة اصابته بخورا فلا تشهد معنا العشاء الآخرة یعنی جو بھی عورت خوشبو استعمال کرے وہ ہمارے ساتھ عشاء میں حاضر نہ ہو۔
- دس حدیث شریف میں بخور اور خوشبو سے منع کیا گیا ہے کہ ایسی حالت میں مسجد نہیں آنا چاہئے لیکن مسجد سے مطلقاً منع نہیں کیا گیا۔
- ۴۔ مسلم شریف میں ابن عمر سے روایت ہے: لا تمنعوا النساء من الخروج الى المساجد باللیل یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو رات کے وقت مساجد جانے سے منع نہ کرو۔ اور ایک روایت میں ہے: ائذنوا للنساء باللیل الى المساجد یعنی عورتوں کو مساجد جانے کی اجازت دو۔ ان دونوں حدیثوں میں رات کی قید کا ذکر ہے ہو سکتا ہے یہ قید احترازی ہو۔ لیکن دیگر احادیث میں اطلاق ہے اسی طرح ان احادیث میں نوجوان عورتوں اور بوڑھی عورتوں میں تفریق کا ذکر بھی نہیں ہے۔
- ۵۔ عن زینب امرءة عبد الله بن مسعود قالت لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا شهدت احداكن المسجد فلا تمس طيباً (رواه مسلم)
- حضرت عبداللہ ابن مسعود کی بیوی حضرت زینب سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہاری عورت مسجد میں حاضر ہو خوشبو نہ لگائے۔
- ۶۔ عن ابی هريرة قال انی سمعت حبی ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۵۲﴾ ذوالحجہ ۱۴۲۲ ھ ☆ فروری ۲۰۰۳ء
تقبل صلوٰۃ امراءۃ تطییت للمسجد حتی تغتسل غسلها من الجنابة

(رواہ ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے اپنے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا اس عورت کی نماز قبول نہیں کی جاتی جو مسجد میں جانے کے لئے خوشبو لگائے حتیٰ کہ جنابہ جیسا غسل کرے۔

۷۔ عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تمنعوا نساءكم المساجد وبيوتهن خير لهن (رواہ ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی عورتوں کو مساجد سے نہ روکو اور ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں۔

۸۔ عن ابی موسیٰ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل عين زانية و ان المرأة اذا استعطرت فمرت بالمجلس فهي كذا وكذا یعنی زانیۃ

(رواہ الترمذی) بحوالہ مشکوٰۃ شریف

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے اور بے شک عورت جب عطر استعمال کرتی ہے اور مجلس سے گزرتی ہے پس وہ ایسی ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔ (اس حدیث میں مسجد کی تخصیص نہیں ہے)

۹۔ عن بلال بن عبد الله بن عمر عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تمنعوا النساء حظوظهن من المساجد اذا استاذنكم فقال بلال والله لنمنعن

فقال له عبد الله اقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وتقول انت لنمنعن وفي رواية سالم عن ابيه قال فاقبل عليه عبد الله فسبّه سباً ما سمعت سبه مثلاً

قط و قال اخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتقول والله لنمنعن (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت بلال نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو جب اذن چاہیں مساجد کے حظوظ سے منع نہ کرو پس بلال نے

☆ اترکوا قولی بخبر الرسول ﷺ ☆ حدیث شریف کے مقابل میرے قول کو چھوڑ دو (ابو حنیفہ) ☆

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۵۳﴾ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ ☆ فروری ۲۰۰۳ء

کہا ہم ضرور انہیں منع کریں گے اور دوسری روایت میں سالم اپنے والد عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بلال کی طرف متوجہ ہوا اور بلال کو ایسی گالی دی کہ میں نے ان سے ایسی گالی پہلے ہرگز نہیں سنی تھی اور فرمایا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دے رہا ہوں اور تو کہتا ہے ہم عورتوں کو (مساجد سے) ضرور منع کریں گے۔

۱۱۔ وعن مجاهد عن عبد الله بن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يمنعن رجل اهلہ ان يأتوا المساجد فقال ابن لعبد الله بن عمر فانا نمنعن فقال عبد الله حدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم و تقول هذا؟ قال فما كلمه عبد الله حتى مات (رواه احمد)

ترجمہ: مجاہد نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے اہل کو مساجد میں آنے سے منع نہ کرے۔ پس عبداللہ بن عمر کے ایک بیٹے نے کہا بے شک ہم عورتوں کو منع کریں گے تو عبداللہ نے کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو یہ کہتا ہے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس بیٹے سے فوت ہونے تک بات نہ کی۔

مذکورہ گیارہ حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عورتیں جماعات میں شرکت کر سکتی ہیں اور کسی قسم کی کراہت نہیں البتہ خوشبو لگا کر مردوں کے کسی اجتماع سے گزرنایا اجتماع میں جانا منع ہے اسی طرح خوشبو لگا کر مساجد کی جماعت میں شرکت کرنا بھی منع ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب مردوں اور عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کے لئے الگ الگ پورشن نہ ہوں جیسا کہ زمانہ قدیم میں ہوتا تھا۔ چھوٹی چھوٹی مساجد میں عورتیں مردوں کی صفوں کے پیچھے صفیں بنا کر نماز پڑھا کرتی تھیں تو معطر خواتین کی خوشبو سے مردوں کی جانب کشش اور فتنہ کا خوف ہوتا ہے اس لئے عطر لگا کر مساجد میں عورتوں کا آنا ممنوع قرار دیا گیا۔ لیکن موجودہ دور میں بڑی بڑی مساجد موجود ہیں، عورتوں کے لئے الگ پورشن باپردہ بنائے گئے ہیں اور اسپیکر ہونے کی وجہ سے امام کے انتقالات میں اشتباہ واقع نہیں ہوتا چونکہ عورتوں کے لئے نماز پڑھنے اور اقتداء کرنے کے لئے الگ جگہ ہوتی ہے تو عورتوں کی خوشبو مردوں تک نہیں پہنچتی جس سے فتنہ کا اندیشہ ہو۔ لہذا عدم جواز کی علت نہ ہونے کی وجہ سے عدم جواز کا حکم بھی نہیں ہوگا۔ اس لئے ہم نے کہا کہ عورتوں کا مساجد میں جماعات خصوصاً جمعہ کی جماعت میں

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر امام کا ہونا منہ پر عطر نہ ہو تو عورتوں سے علم رخصت ہو جاتا

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۵۴﴾ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ ☆ فروری ۲۰۰۳ء
شرکت کرنا جائز ہے۔

اس مقام پر شرح الطیبی میں ہے (قوله فما كلمه عبد الله حتى مات) عجبت ممن يتسمى بالسنی و اذا سمع سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وله رأى رجح رایه عليها و ای فرق بینہ و بین المبتدع اما سمع "لا یؤمن احدکم حتی یكون هواه تبعاً لما جئت به" وهاهو ابن عمرو و هو من اکابر فقهاء الصحابة والمرجوع اليه بالفتيا والاجتها و كيف غضب الله ولرسوله وهجر فلذة كبده و شقيق روحه لتلك الهنة عبرة لاولی الالباب

فرماتے ہیں مجھے تعجب ہے ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں کسی سنت کو سنتے ہیں اور ان کی اپنی کوئی رائے اور قیاس ہوتا ہے اس کو وہ سنت پر ترجیح دیتے ہیں۔ (پھر، اس سنی اور بدعتی کے درمیان کیا فرق ہوا کیا اس سنی نے نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا ایک اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش اس سنت کے تابع نہ ہو جو میں لایا ہوں۔ یہ وہ ابن عمر میں وہ فقہاء صحابہ کے اکابر سے ہیں اور فتویٰ اور اجتہاد میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا تھا کس طرح اپنے بیٹے پر اللہ اور اس کے رسول کے لئے ناراض ہوئے اور اپنے جگر کے ٹکڑے اور روح کے شریک کو (مرنے تک) چھوڑ دیا، بیٹے کی کمزوری کی وجہ سے اہل عقل کے لئے اس میں عبرت ہے۔

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ اس عبارت سے طیبی نے احناف پر اعتراض کیا ہے لیکن ملا علی قاری نے طیبی کا وہی جواب دیا جو علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں دیا۔ چونکہ احناف کے نزدیک نوجوان عورتوں کے لئے مساجد کی جماعت میں شرکت مطلقاً

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۵۵﴾ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ ☆ فروری ۲۰۰۳ء

مکروہ تحریمی ہے اور بوڑھی عورتوں کے لئے صاحبین کے نزدیک پانچویں وقت کی جماعت میں شرکت جائز ہے اس لئے طبی نے احناف پر طنز کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ احادیث میں نوجوان اور بوڑھی سب عورتوں کے شرکت کرنے کی اجازت ہے اور کسی قسم کی کراہت نہیں ہے۔

اور احناف کے نزدیک اپنے مذہب پر کوئی صحیح حدیث نہیں ہے بلکہ فتنہ کے خوف کو علت قرار دے کر کراہت کا قول کیا ہے اس لئے مذکورہ احادیث کا وہ جواب جو احناف کی طرف سے امام ابن ہمام نے ذکر فرمایا ہے اس سے قطعاً تفسی نہیں ہوتی۔

وہ فرماتے ہیں ان احادیث میں احناف کے نزدیک تخصیص ہے۔ فرماتے ہیں مذکورہ احادیث کا قیاس سے نسخ نہیں ہے بلکہ احناف کے نزدیک عورتوں کے لئے منع یا تو نصوص عامہ کی وجہ سے ہے جو فتنہ کی وجہ سے منع پر مشتمل ہیں یا پھر احادیث کا اطلاق شرط مقدر کے ساتھ مقید ہے جس طرح حکم کی انتہا اور اختتام علت کے اختتام کی وجہ سے ہوتا ہے یہاں بھی جواز کی علت ختم ہو جانے کی وجہ سے جواز ختم ہو جائے گا جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ امور دیکھتے جو عورتوں نے آپ کے بعد پیدا کر دیئے تو آپ عورتوں کو مساجد سے منع کر دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا۔

اسی سلسلہ میں حضرت عائشہ سے مرفوعاً روایت ہے اے لوگو! اپنی عورتوں کو مساجد میں زینت کے لباس اور خوشبو لگانے سے منع کرو بے شک بنی اسرائیل پر اس وقت تک لعنت نہیں کی گئی جب تک ان کی عورتوں نے زینت کا لباس اور خوشبو مساجد میں استعمال نہیں کی۔

یہ جواب کس حد تک اطمینان بخش ہے اس کا فیصلہ تو علماء کریں گے لیکن ہمارے دور کی عورتیں جب مساجد میں جاتی ہیں ان کا مردوں کے ساتھ اختلاط نہیں ہوتا، لباس زینت اور خوشبو لگانے سے فتنہ کا احتمال نہیں ہوتا۔ مسجد حرام میں عورتوں کے لئے الگ مخصوص جگہیں موجود ہیں اور مسجد نبوی میں بالکل علیحدہ ایک ہال عورتوں کے لئے مخصوص ہے اسی طرح مسلمان ملکوں میں ہر مسجد کے ساتھ عورتوں کی باپردہ مسجد الگ تیار کی گئی ہے جس کی وجہ سے فتنہ کا خوف نہیں ہوتا ہے۔ لہذا عورتوں کا مساجد میں پردہ کے ساتھ جماعت میں شرکت کرنا بلا کراہت جائز ہونا چاہئے۔

دوسرا مسئلہ یہ کہ عورتیں کسی ہال میں یا گھر میں اپنی جماعت کرائیں خصوصاً رمضان

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

علی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ۵۶۶ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ ☆ فروری ۲۰۰۳ء

المبارک میں جیسے آج کل ایسا ہو رہا ہے تو یہ بھی جائز ہے، زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہیہ ہے اور خلاف اولیٰ ہے لیکن فرائض اور تراویح میں اگر عورتوں کی اپنی جماعت کرانے سے قرآن مجید کو یاد رکھنے کی ترغیب مقصود ہو اور ایسا کرنے سے خواتین زیادہ تعداد میں نماز پڑھتی ہیں تو کراہت تنزیہیہ بھی مرتفع ہو جائے گی۔

اس مسئلہ میں احناف کے نزدیک کراہت تحریمی ہے اور دلیل یہ ہے کہ اگر امام عورت صف سے مقدم ہو تو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اس میں تکشف ہے اور اگر امام صف کے اندر ہو تو بھی ترک تقدم حرام ہے۔ دونوں صورتوں میں حرام یعنی کراہت تحریمی لازم آتی ہے اس لئے عورتوں کی اپنی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔

جب احناف پر اعتراض ہوا کہ آپ لوگوں کے نزدیک عورتوں کا عورت امام کی اقتداء میں نماز جنازہ اپنی جماعت کے ساتھ ادا کرنا بلا کراہت جائز ہے تو دوسری نمازوں میں بھی کراہت نہیں ہونی چاہئے تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ نماز جنازہ فرض ہے اور صف پر ترک تقدم مکروہ ہے تو اب یا تو فعل فرض کے ساتھ مکروہ یعنی ترک تقدم کا ارتکاب کیا جائے یا ترک مکروہ کی وجہ سے فرض کو بھی ترک کر دیا جائے اور نماز جنازہ نہ پڑھا جائے۔ ترک نماز جنازہ تو جائز نہیں اس لئے پہلی صورت پر عمل کرنا واجب ہے۔ اور اگر نماز جنازہ ہر عورت الگ الگ ادا کرے تو پہلی نماز جنازہ فرض واقع ہوگی اور باقی عورتوں کی نماز جنازہ نقلی ہو جائے گی کیونکہ ایک آدمی کے نماز جنازہ پڑھنے سے فرض کفایہ ادا ہو جاتا ہے۔ چونکہ انفرادی طور پر نماز جنازہ پڑھنے میں ایک عورت کی نماز دوسری عورتوں کی نماز کے نقلی ہو جانے کو مستلزم ہے اس لئے اگر مرد نہ ہوں تو عورتیں نماز جنازہ کی جماعت کرائیں ان میں ایک صف کی وسط میں کھڑی ہو کر امامت کرائے اور دوسری عورتیں اقتداء کریں لیکن یومیہ نمازوں کی جماعت چونکہ سنت مؤکدہ ہے یا واجب ہے، فرض نہیں ہے اس لئے کراہت تحریمی کے ارتکاب کے ساتھ جماعت کرنا مکروہ ہوگا۔ الگ الگ پڑھیں گی تو بھی ہر ایک کے فرض ادا ہوں گے کسی کے فرض ادا کرنے سے دوسروں کے فرض کا نفل ہونا لازم نہیں آتا۔

علامہ ابن ہمام ذکر کردہ دلیل پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب عورت نے پیروں سے ہر تک لباس پہنا ہوتا ہے اور صرف عورتوں کی امامت کرتی ہے وہاں کوئی مرد نہیں ہوتا تو تقدم میں

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث لموزرہ)

علم الشيطان من الف عايد ١٦٦
©rasallojaraid.com

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۵۸﴾ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ ☆ فروری ۲۰۰۳ء

كانت تؤم النساء في شهر رمضان فتقوم وسط

یعنی حضرت عائشہ رضوان اللہ علیہا کے مہینہ میں امامت کراتی تھیں اور ان کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔

اور یہ بات ہر ایک کو معلوم ہے کہ تراویح کی جماعت باقاعدگی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد شروع ہوئی۔

اور ابو داؤد شریف میں ام ورقہ الانصاریہ سے روایت ہے:

ان النبي صلى الله عليه وسلم لما غزا بدرا قالت له يا رسول الله ائذن لي في الغزاة معك اُمرِضُ مرضاكم ثم لعل الله يرزقني شهادة قال قرى في بيتك فان الله يرزقك الشهادة قال فكانت تسمى الشهيذة و كانت قد قرأت القرآن استأذنت النبي صلى الله عليه وسلم ان تتخذ في دارها مؤذنا يؤذن لها قال و كانت دبرت غلاما لها و جارية فقاما اليها بالليل فغماها بقطيفة لها حتى ماتت و ذهبا فاصبح عمر فقام في الناس فقال من عنده من هذين علم او من راها فليجئني بهما فامر بهما فصلبا فكان اول مصلوب بالمدينة اور ایک روایت میں ہے وکان صلی اللہ علیہ وسلم یزورها و جعل لها مؤذنا و امرها ان تؤم اهل دارها قال عبدالرحمن فان رأیت مؤذنها شیخا کبیراً.

یعنی ابو داؤد شریف میں حضرت ام ورقہ انصاریہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوہ بدر کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ مجھے غزوہ میں شرکت کی اجازت عنایت فرمائیں میں تمہارے مریضوں کی تیمارداری کروں گی پھر امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنے گھر رہو اللہ تعالیٰ تجھے شہادت عطا فرمائے گا، راوی کہتا ہے کہ ام ورقہ کا نام شہیدہ پڑ گیا تھا اور ام ورقہ قرآن مجید پڑھی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ سے اس نے اجازت چاہی کہ

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

میں اپنے گھر میں مؤذن رکھوں جو میرے لئے اذان دیا کرے اور ام ورقہ نے ایک غلام کو مدیر بنایا ہوا تھا اور ایک لونڈی تھی دونوں رات کو اٹھے اور ام ورقہ کو ایک موٹے کپڑے میں بند کر دیا یعنی اس کے منہ میں ٹھونس دیا حتیٰ کہ وہ مرگئی اور غلام اور چاریہ بھاگ گئے۔ حضرت عمر نے صبح لوگوں میں اعلان فرمایا کہ جس شخص کو دونوں کا علم ہو یا ان کو دیکھے تو میرے پاس لے آئے۔ (وہ مل گئے) تو حضرت عمر نے دونوں کو پھانسی دے دی، مدینہ منورہ میں سب سے پہلے مصلوب یہی تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ام ورقہ کی ملاقات کے لئے جاتے تھے اس کے لئے مؤذن مقرر فرمایا تھا اور ام ورقہ کو گھر والوں کی امامت کرانے کا حکم دیا تھا۔ عبدالرحمن اس حدیث کا ایک راوی کہتا ہے میں نے مؤذن کو دیکھا تھا وہ نہایت بوڑھا آدمی تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ عورت عورتوں کی امامت کرے اور ان کی صف کے اندر کھڑی ہو۔

مذکورہ روایات عورتوں کی امامت کے منسوخ ہونے کی نفی کرتی ہیں۔

بعض احناف نے ان روایات کے جواب دیئے تھے جو بات نقل کرنے کے بعد علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ احناف کے مذہب کے لئے ضروری ہے کہ جب انہوں نے مذکورہ روایات کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا تو ناخ کی تعیین کریں۔ پھر فرماتے ہیں:

ناخ ابن خریمہ کی وہ روایت ہی ہو سکتی ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عورت کی نماز کمرہ میں ادا کرنا حجرے میں ادا کرنے سے افضل ہے اور کمرہ میں نماز ادا کرنے سے مندرج یعنی کونہ میں ادا کرنا افضل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عورت کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین نماز وہ ہے جو اس کے تاریک کمرہ کے تنگ جگہ میں ہو اور ایک روایت میں ہے کہ عورت اپنے رب کے قریب ترین اس وقت ہوتی ہے جب کمرہ کی گہرائی میں ہوتی ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا مندرج اور قعر اور تاریک ترین جگہوں میں عورت کی نماز افضل ہے اور ان جگہوں میں جماعت کی گنجائش نہیں ہوتی لہذا عورتوں کی جماعت کی روایات اور احادیث

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانون شریعت ہی کا دوسرا نام فقہ اسلامی ہے ☆

منسوخ ہیں۔

علامہ ابن ہمام اس استدلال پر اعتراض کرتے ہیں فرمایا:

ولا يخفى ما فيه و بتقدير التسليم فانما يفيد نسخ السنية وهو لا يستلزم ثبوت كراهت التحريم في العقل بل التنزيهه و مرجعها خلاف الاولى ولا علينا ان نذهب الى ذالك فان المقصود

اتباع الحق حيث كان

یعنی اس استدلال کی کمزوری مخفی نہیں ہے یعنی ابن خزیمہ کی حدیث کو ناخ تسلیم کرنا کمزور استدلال ہے اور بر تقدیم تسلیم ان حدیثوں سے عورتوں کی جماعت کا سنت ہونا منسوخ ہے۔ اور اس سے فعل میں کراہت تحریمی لازم نہیں آتی بلکہ تنزیہ لازم آتی ہے اور جس کا مال خلاف اولیٰ ہے اور ہمارے اوپر واجب نہیں کہ ہم مکروہ تحریمی کا قول کریں کیونکہ مقصود حق کی اتباع ہے جہاں بھی ہو۔

زیر بحث دو مسئلوں میں ہم نے طوالت سے کام اس لئے لیا کہ ہمارے مؤقف کی صحت ثابت ہو جائے۔ پہلا مسئلہ یہ کہ عورتوں کو اپنی جماعت کرانا بلا کراہت تحریمی جائز ہے جب عورتیں جماعت کرائیں تو امامت کرانے والی عورت صف کے اندر کھڑی ہو کر امامت کرائے۔ اس طرح جماعت کے متعلق ابن ہمام کی تحقیق یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ خلاف اولیٰ اور اس میں کراہت تنزیہہ ہے لہذا تراویح میں بھی عورتیں اپنی جماعت کرا سکتی ہیں خصوصاً جب جماعت کی وجہ سے عورتوں کے زیادہ شریک ہونے کی امید ہو اور قرآن پاک کے یاد رکھنا اور یاد کرنا مقصود ہو۔

لیکن امامت کرانے والی عورت اسپیکر استعمال نہ کرے اور قرآن مجید کی تلاوت ایسی جگہ کرے جس جگہ غیر محرم مرد نہ سن سکیں کیونکہ غناء اور ترنم کے ساتھ یعنی تلاوت الحجبہ اور لے میں عورت کی آواز غیر محرم کے لئے عورت ہوتی ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ کہ عورتیں موجودہ دور میں مساجد میں جمعوں کی جماعت میں بلا کراہت تحریمی شرکت کر سکتی ہیں، نوجوان اور بوڑھی سب عورتوں کے لئے یہی حکم ہے۔